ادارہ

ہم مسلمانوں کی مثال

فرض کیجئے اگر کوئی شخص سائل بن کر آپ کے پاس آئے کہ مسلسل فاقوں سے اسکا پیٹ کمر سے لگ گیا ہو، کپڑے پھٹے پرانے ہوں اور پاؤں بھی جوتوں سے ننگے ہوں۔ وہ آپ سے یہ کہے کہ میں ایک کارخانہ دار باپ کا بیٹا ہوں۔ اور یہ کارخانہ اب بھی موجود ہے لیکن چونکہ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں اور اس کے چلانے میں جو محنت اور زحمت اٹھانی پڑتی ہے وہ میرے بس کی بات نہیں اس لئے والد کے مرنے کے بعد وہ بند پڑا ہے۔ اب آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں جو کچھ والد صاحب چھوڑ گئے تھے بیچ بیچ کر کھایا اور اب تو گھر کا کل اثاثہ بھی ختم ہو گیا ہے کئی وقت کے فاقوں کے بعد آپ کے پاس آیا ہوں۔ للہ میری امداد کیجئے! ــــ ذرا سوچئے، اس شخص کی یہ حالت دیکھ کر اور اس کی یہ بات سن کر آپ کا تاثر کیا ہوگا؛ ظاہر ہے کہ اگر وہ دماغ کا بیمار اور پاگل نہیں ہے تو آپ اسے غلط کار قرار دیں گے اور اس کی سب سے بڑی خدمت یہی سمجھیں گے کہ اگر وہ سمجھ سکے تو اسے سمجھا بجھا کر اس پر آمادہ کریں کہ وہ اپنے باپ کے کارخانہ کو جس کا وہ خود مالک اور وارث ہے، چلائے اور اس کے ذریعہ سے باپ کی طرح آرام اور عزت کی زندگی گذارے! ــــ بلاشبہ یہ ایک فرضی بالکل فرضی مثال ہے۔ لیکن غور کیجئے، کیا مسلمان کہلانے والی امت یا قوم کا مسئلہ اس وقت ہو بہو یہی نہیں ہے؟

ہمارے اسلاف نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان لاکر ایمانی زندگی کو اپنایا تھا جسکے متعلق رب العالمین کا فیصلہ اور وعدہ تھا کہ جو قوم اس کو اپنائے گی دونوں جہان میں سربلند و سرفراز کی جائیگی اور وہ ہمیشہ کامیاب اور غالب رہے گی ــــ چنانچہ اس خداوندی فیصلہ اور وعدہ کے مطابق ہمارے ان اسلاف کو یہ سب چیزیں حاصل ہوئیں اور صدیوں تک ان کی ناخلف نسلوں اور نام لیواؤں نے بھی ان کی بچی کھچی برکات سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن بالآخر ایک وقت آیا کہ اگلے بزرگوں کی وہ کمائی اور انکا وہ اندوختہ ختم ہوا اور اس کے بعد ان کے نام لیوا جو انکے طریقے پر نہ ہونے کے باوجود صرف زبانی جمع خرچ یا نسلی تعلق کی بنا پر اپنے کو ان کا خلف اور وارث سمجھتے ہیں، ذلت اور پستی کے گڑھے میں جا گرے۔ اب ان کا حالِ زار یہ ہے کہ اپنی روزی اور معاش اور عزت و آبرو بلکہ اپنی زندگی اور بقاء کو بھی وہ دوسروں کی نگاہِ کرم سے وابستہ سمجھتے ہیں اور اس لئے اب وہ ان میں سے ہر چیز کیلئے سائل نظروں سے اغیار کی طرف دیکھنے پر مجبور ہیں حالانکہ ان کے پاس اب بھی وہ نسخہ موجود ہے جس کو صحیح طریقہ پر استعمال کر کے ان کے اسلاف نے اللہ کی خاص مدد اور سرپرستی اور اس کے نتیجہ میں تسخیر کائنات کی طاقت حاصل کرلی تھی۔ آہ "ثم رددناہ اسفل سافلین" کا یہ کیسا دردناک منظر ہے!

پس ہماری موجودہ حالت ہماری اپنی مجرمانہ غلط کاری کا نتیجہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایمان اور ایمانی زندگی کو پھر سے اپنے اندر بیدار کریں اور اپنے اسلاف کی جس پاک اور بلند زندگی پر وہ فخر کرتے تھے، پھر سے اپنائیں ــــ مسلمانوں کیلئے بس یہی ہے تسخیر کائنات کی کنجی" اور یہی وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے کہ: "وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" ــــ "وکان حقاً علینا نصر المؤمنین" ــ یہی ہمارا فلسفہ ہے اور یہی ہماری تاریخ ہے ــ! (بشکریہ "ترجمان" دہلی ملخصاً)